امامیہ مشن لکھنؤ کی گیارہویں دینی خدمت

امامتِ ائمۂ اثنا عشر و قرآن

از قلم حقیقت رقم

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

(ربیع الاول ۱۳۵۲ھ)

گذارش حال

یہ رسالہ جو امامیہ مشن کے سلسلۂ تبلیغ کا گیارھوان نمبر ہے حقیقۃً ایک سوال کا جواب ہے جو بعض ارباب اہب کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اُس کا جواب تحریر فرماکر روانہ کر دیا لیکن چونکہ یہ سوال بیان ہی جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اصول مذہبی کے متعلق مختلف حلقون مین اہمیت کیسا تھ اٹھایا جایا کرتا ہی اسلئے ہم نے جناب موصوف سے اس سوال و جواب کی نقل حاصل کرکے بطور رسالہ شایع کرنا ضروری سمجھا - امید ہی کہ حضرات مومنین اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد مین خرید فرماکر غیر مذاہب مین مفت تقسیم فرمائینگے اور عام اہل مذاہب سے امید ہے کہ وہ اس کو صبر و سکون کے ساتھ انصاف و رواداری کی نظر سے ملاحظہ کرینگے - والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین - سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنؤ

ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

امامت ائمہ اثنا عشر اور وجود حجت منتظر

کا

قرآن سے ثبوت

۱۹۶۲ء

۶۴۵ء

(سوال) قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمائیے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ الحمد والصلوٰۃ علیٰ نبیہ وآلہ

سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے حسب ذیل امور پر کامل صبر و سکون اور رواداری وانصاف کیساتھ نظر ڈالنا چاہیئے۔

(۱)

قرآن مجید کا طرز بیان

جہانتک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے اُس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت میں ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو اُن نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم
یتذکرون۔

(۲) ولقد صرفنا للناس فی ھذا
القرآن من کل مثل فابی اکثر
الناس الا کفورا۔

(۳) ولقد ضربنا للناس فی ھذا
القرآن من کل مثل۔

(۴) ولقد انزلنا الیکم آیات مبینات
ومثلا من الذین خلوا من قبلکم
وموعظۃ للمتقین۔

(۵) ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما
بعوضۃ فما فوقھا فاما الذین
امنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم
واما الذین کفروا فیقولون ماذا
اراد اللہ بھذا مثلا یضل بہ کثیرا
ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ
الا الفاسقین الذین ینقضون

خداوندعالم نظائر پیش کرتا ہی لوگون کیلیے
تاکہ وہ اسکو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھین"

"ہم نے لوگون کیلئے اس قرآن مین ہربات
کے نظائر پیش کیے ہین لیکن اکثر لوگون نے
انکے نتائج سے کفر اختیار کیے بغیر نہ مانا"

"ہم نے لوگون کیلئے اس قرآن مین ہرقسم
کی نظیر پیش کی ہی"

"ہمنے تم لوگون کی جانب کھلی ہوئی واضح
نشانیان اور سابقہ امتون کے نظائر اور
متقین کیلئے موعظہ کی باتین نازل کی ہین"

"خدا کو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے
معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور
کی نظیر پیش کرنے مین کوئی باک نہین ہی۔
بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہین وہ سمجھے ہین
کہ اسکے تحت مین کوئی حقیقت ہی جو خدا کی
طرف سے پیش کی جا رہی ہی اور جو لوگ کفر اختیار
کیے ہوئے ہین وہ تجاہل کے طور پر کہتے ہین

عهد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون

کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ راستہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنیوالے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انھیں درہم و برہم کرتے ہیں اور زمین میں فتنہ و فساد اٹھاتے ہیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہونگے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ اُن سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو اسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲)

انبیائے سابقین کے واقعات اور اُن کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سابقین کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں۔ ظاہری صورت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اُس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خشک ہونے کے بجائے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کی تفریح قلوب کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ تمام امور اس معیار اہمیت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں۔ اُس نے صاف طور پر

بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اس مین صرف مثال کے طور پر اس امت کے سبق حاصل کرنے کیلئے ہے اور ان مین سے ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہیئے اور صرف اس کو ایک گذشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہے فاقصص القصص لعلهم یتفکرون " انکے سامنے واقعات وحالات کا تذکرہ کرو تاکہ یہ انکے نتائج مین غور کرین لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب " ان لوگون کے قصون مین صاحبان عقل کیلئے سبق ہین " وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک وجاءک فی هذه الحق وموعظة وذکری للمومنین " ہر ایک بات جو انبیا کے واقعات مین سے ہم تمھارے سامنے پیش کرتے ہین وہ ایسی ہی ہے کہ جس کے ذریعے سے تمھارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اسی کے ذیل مین تمھاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہے اور مومنین کے سامنے درس نصیحت اور یاددہانیان پیش کیجاتی ہین ۔

(۳)

رسالتمآب مثیل حضرت موسیٰ تھے

توریت وانجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثنا مین کہ جہان حضرت موسیٰ کی وہ تقریر درج ہے جو انھون نے صحرا اردن کے جنگل مین چالیسوین برس کے پہلے مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم

اسرائیل کو جمع کر کے کی تھی باب ۱۸ آیت ۱۵ تا ۲۰ میں ہے۔

اے قوم اسرائیل، خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان لگاؤ۔ جیسا کہ تم لوگوں نے حوریب میں اجتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی۔ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں نے ٹھیک بات کہی ہے۔ میں انکے لئے انکے بھائیوں میں سے تمہارا ایسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُسکے مونھ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اُس سے مطالبہ کروں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو میں نے اُسے نہیں کہی میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔"

اس میں ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہے جو موسیٰ کے مانند ہو، یہ نبی حسب دعا خبر دینے والا حق مسیح کے علاوہ تھا اس کا ثبوت انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹-۲۱ سے ملاحظہ ہو۔

"یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو یہ پوچھنے بھیجا کہ تو کون ہے تو اُس نے اعتراف کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اُس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے اُس سے کہا پھر تو کون ہے تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔"

نبی نے کہا ہے، یہ لوگ جو دگفتگو کے لئے) بھیجے گئے فریسین مین سے تھے، انھون نے اُس سے پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہین ہے اور نہ ایلیا ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر بپتسما کیون دیتا ہے؟ یوحنا نے جواب دیا کہ مین پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن تمھارے درمیان کھڑا ہے ایک ایسا شخص جس کو تم نہین جانتے ہو۔ وہ جو میرے بعد آنیوالا ہے لیکن مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہین ہون وہی ہے"۔

اس اوصاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصون کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا، دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی انکے اس خیال کی تصدیق کی اور تینون باتون کی اپنے سے نفی کردی کہ مین نہ ایلیا ہون اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے والون نے مانا اور نہ ماننے والون نے نہ مانا، باقی رہی اُس نبی کی پیشینگوئی جو حضرت موسیٰ کے مانند ہوگا۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب سے بنی اسرائیل کے بھائیون یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ[صلعم] کا ظہور ہوا،

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام ان اوصاف کو پورا کردیا جو حضرت موسیٰ نے اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھین چنانچہ سب سے پہلے اُس نے یہ کیا کہ زیادہ تر

حضرت کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا گیا تھا کہ جس طرح عیسیٰ کا لقب مسیح تھا اسیطرح
ہمارے نبی آخر الزمان کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو یا ایّھا النبی انا ارسلناك
شاھدا و مبشرا و نذیرا ۔ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی ۔ یا
ایّھا النبی قل لازواجك یا ایھا النبیّ جاھد الکفار و المنافقین ۔
یوم لا یخزی اللہ النبی ۔ یا ایھا النبیّ لم تحرّم ما احلّ اللہ لك ۔
یا ایھا النبی اذا طلّقتم النسآء ۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیّ
لا تدخلوا بیوت النبیّ الّا ان یؤذن لکم ۔ انّ ذٰلکم کان یؤذی النبیّ ۔ یا
ایّھا النبیّ انا احللنا لك ازواجك ۔ ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ ۔ یا نسآء
النبیّ لستنّ کاحد من النسآء ۔ یا نسآء النبیّ من یأت منکن بفاحشۃ مبیّنۃ ۔ و
یستأذن فریق منھم النبی النبیّ اولی بالمؤمنین من انفسھم یا ایھا النبیّ اتق اللہ وغیرہ وغیرہ
اسکے بعد اُس نبی کا وصف یہ تھا " میں (خدا) اپنا کلام اُس کے مونھ میں ڈالونگا "
جس کے دوسرے معنی یہ ہوے کہ جو کچھ اُس کے منھ سے نکلیگا وہ خداوند عالم کی وحی ہوگی
اس کو قرآن میں اس طرح ارشاد کیا کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
پھر دوسرا وصف " جو کچھ میں اُس سے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہیگا " جس کے معنی یہ ہوے
کہ اُسکی تبلیغ اور اُسکی تعلیم امر خدا کے تحت میں ہوگی ؛ اُس کو لفظ بلفظ قرآن نے اس طرح
ارشاد کیا کہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ۔ تیسری بات " جو اُسکی
باتوں کو نہ سنیگا اُس سے مطالبہ کرونگا " اسکے متعلق صاف طور سے ارشاد کیا گیا ہے

ومن یکفر بہ فاولٰئک ھم الخاسرون ۔ والذین کفروا وکذبوا بآیتنا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی بات "جو کوئی بات میں نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائیگا" اس معیار کو متعدد مرتبہ کی طور سے ارشاد ہوا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ۔ ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے جناب رسالتمآب کیلئے ثابت کرتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول تمہارے اوپر حاضر و ناظر بنا کر ویسا مبعوث کیا جیسا فرعون کی جانب رسول حضرت موسیٰ کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت و انجیل کے اندر جب بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت ہوئی اور معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب حضرت موسیٰ کے مثیل و شبیہ تھے اور آپ کے امت حضرت رسول کو بھی امت حضرت موسیٰ سے شباہت حاصل ہے۔

(۴)

حضرت موسیٰ کی قوم میں ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب قدس الٰہی نے بہت واضح لفظوں میں اس امر کو بیان فرمایا ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ کی قوم میں اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے ۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد آتینا

موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون" ہم نے موسی کو کتاب عطا کی پس تم کو شک نہونا چاہیے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کیلئے اور ہم نے ان میں کچھ امام مقرر کئے جو ہمارے امر و حکم کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جبکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے"

اس سے طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے اسیطرح ان امام کی شان بھی معلوم ہوگئی کہ یھدون بامرنا یعنی انکے ہدایات و احکام سب خدا کی مرضی اور اسکے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور ان سے غلطی و ترکم قدرانی کی نافرمانی کبھی نہیں ہوتی -

اور یہ نتیجہ ہی کتنی درجہ پاک نفسی کا جس کا دوسرا نام عصمت ہے اسکے معنی یہ ہوے کہ خداوند عالم نے جس شان سے تقرر کا اعلان فرمایا ہے اسی نے ان کی عصمت کا اظہار بھی فرمادیا ہے -

(۵)

قوم حضرت موسی کے نقبا و سرداران کی تعداد

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی و
عزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً لاکفرن عنکم سیئاتکم ولادخلنکم
جنات تجری من تحتھا الانھار فمن کفر بعد ذٰلک منکم فقد ضل سواء
السبیل ۔ "خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عہد و پیمان لیا اور ان میں سے ۱۲ بارہ نقیب
مقرر کئے اور خدا نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر
ہوں اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولوں پر ایمان لائے
اور ان کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسن دیا تو میں تمہارے گناہوں کا کفارہ
قبول کروں گا اور تم کو داخل کروں گا ان بہشتوں میں کہ جن کے نیچے سے نہریں بہتی
ہونگی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہو گیا"۔

اس میں خداوند عالم نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ میں نقباء کی
تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے ان کے اتباع اور پیروی کا عہد لیا گیا اور
انکی تائید و تقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت میں ہلاکت کا پیغام دیا گیا۔
اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل
کے نقباء کی تعداد بارہ بتلا کر کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی کی ہے توریت نے
صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل میں ۱۲ بارہ امام ہونیکی خبر دی ہے۔ ملاحظہ ہو
سفر تکوین باب ۱۷ آیت ۲۰ ارشاد باری ہے حضرت ابراہیم سے:
"اور اسمٰعیل میں نے اسکے حق میں تیری بات سنی۔ دیکھ اب میں اسکو برکت دونگا

اور اُس کو بارآور کردونگا اور بہت افزائش دونگا اور اُس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے اور مین اُس کو بڑی قوم بناؤنگا۔"

(۶)

حضرت موسیٰ کے جانشین انکے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید مین متعدد سورتوں مین تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر انکے بھائی ہرون تھے چنانچہ ارشاد ہوا۔ ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا "ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بھائی ہرون کو اُن کا وزیر منتخب کیا"

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اسکی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ " (موسیٰ نے) کہا کہ بارالہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھولدے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے گھرانے مین سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ھرون کو، اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام مین اسکو میرا شریک بنا تاکہ

ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگران رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمہاری خواہش کو قبول کیا۔"

اس میں صاف اُمت رسولؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ امت موسیٰ میں جو موسیٰ کی قائم مقامی کیلئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہیں موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷)

اس اُمت میں بھی رسول کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں

ارشاد ہوتا ہے والذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدقا لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا "یہ جو ہم نے تمہاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ حق ہے اور اپنے پیشرو کتب کی تصدیق کرنیوالی ہے، بیشک خدا اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور نگران ہے، پھر اسکے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے اُن لوگوں کو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا ہے۔"

یہ اصطفا ر وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا رہا۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا ومن الناس۔ یہی اصطفار وہ ہے جو رسالتمآبؐ کے اوصاف کا جوہر بلکہ حضرت کے القاب میں

"محمد المصطفیٰ" کے گرانقدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے۔ وہ خدائی انتخاب ہے اور اس کا امت رسول میں پتہ دیا گیا ہے کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ انہی کو قرآن مجید کا وارث یعنی اسکی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار اور حقیقی حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(۸)

سلسلۂ انتخاب میں ذریت کا استحقاق

اور

نوح و ابراہیم کی نظیر

جناب قدرت الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور انکی ذریت بھی انکے نقش قدم پہ چلتی ہے تو ہم ان کے مراتب و مدارج میں انکی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں۔ ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات و نتائج ہیں اور بلند ترین درجہ نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو منجانب حضرت احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے۔ بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی و رسول و پیشوائے خلق کے بعد درصورتیکہ اسکی ذریت بھی اسکے نقش قدم پہ چلنے والی اور مومن ہو تو اسکی جانشینی و قائم مقامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اسکی ذریت کو

حاصل ہوگا۔ نظام مقررۂ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اسی کی مقتضی ہے و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا و لن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ اسکی نظیر کو بھی حضرت احدیت عز اسمہٗ نے امت رسالتمآب کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد ارسلنا نوحا و ابراھیم و جعلنا فی ذریتھما النبوۃ و الکتاب "ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور انکے بعد انکی ذریت مین نبوت و کتاب کو باقی رکھا"۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نوح و ابراہیم کی جانشینی انکے بعد انکی ذریت کو عطا کی گئی وہ بحیثیت نبوت تھی اسلئے کہ نوح و ابراہیم پر نبوت کا خاتمہ نہوا تھا، اب اگر ختم نبوت کی بنا پر نبوت نہین تو کتاب تو باقی ہے جسکی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کہکر اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی کیلئے ذریت کا استحقاق فراموش ہونیکے قابل نہین ہے۔

(۹)

ہر زمانہ کے لوگون کیلئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم "وہ دن جب ہم ہر زمانہ کے لوگون کو ان کے امام کیساتھ بلائینگے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لوگون کیلئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ بلانے کی غرض ان لوگون کے سوائے اسکے کوئی نہین جسکا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کر کے اظہار فرمایا ہے

کہ جعلناکم امتہ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا "ہم نے تم کو امت وسط یعنی بہتر اخلاق واوصاف مین حد اعتدال پر قائم[ع] رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگون کے اعمال کے گواہ ہو اور رسول تم سب کے اوپر گواہ ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشخاص جو لوگون کے ساتھ بلائے جائینگے وہ ہین جو رسول کے ماتحت اور تمام امت کے رئیس وحاکم ہین اور انھی کو امام کہا جاسکتا ہے۔

انھی کی معیت اور اتباع کا ہر زمانہ والون کو حکم دیا گیا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین "خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ مین ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والعمل کیساتھ جو حقیقی معنی مین عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے امت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد "تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبر) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنما ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے

ع اسکے حقیقی معنی سوائے "معصوم" کے اور کچھ نہین ہو سکتے۔

(۱۰)

جو چیز ہو اور آنکھوں سے دکھلائی نہ دے وہی غیب ہے،

اس مین کوئی شبہہ نہین کہ غائب کے معنی معدوم کے نہین ہین ورنہ غائب وہی ہے جو آنکھون کے سامنے موجود ہو بلکہ غائب وہ ہے کہ جو موجود ہو لیکن آنکھون سے اوجھل سابقہ بیانات سے ہر زمانہ مین ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی صادق مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور مین موجود ضرور ہے۔ اسکے ساتھ ہم اگر آنکھین کھول کر مشاہدہ کرین، جستجو کرین، ڈھونڈھین لیکن اُس کا سراغ نہ ملے، آنکھون سے دکھلائی نہ دے، اُسکا مشاہدہ نہ ہو تو اسکے معنی یہی ہونگے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت مین مستور۔ انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین غیب کا تعلق خدا سے ہے، اسکے انتظار کی ضرورت ہے۔

(۱۱)

غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ہے

اور

اُس پر ایمان ضروری ہے

اسکے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہین تو اُس مین بہت نمایان

الفاظ میں نظر آتا ہے کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

"وہ ہدایت ہے خدا کا خوف رکھنے والوں کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہیں اور جو ایمان لائے ہیں تمھارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اُس شریعت پر جو تمھارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ (جو تقویٰ کے اندر آگیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر میں مذکور ہے) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہے جس پر اعتقاد معیار تقویٰ و ایمان ہے اور اُس پر ہدایت و فلاح کا انحصار ہے

(۱۲)

مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات کو سامنے رکھکر جب ہم رسالتمآب کے بعد فرق اسلام کے آراء و خیالات کا جائزہ لیتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں ایک ایسی جماعت کو جس کے عقیدہ میں (۱) امت رسالتمآب میں (مثل امت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہوں۔ (۲) اُنکی تعداد (مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔

(۳) رسول کا وصی و جانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) اُن کا بھائی ہو (۴) سلسلۂ امامت و جانشینی رسالتمآب اور اُنکے بھائی کے بعد اُنہی کی ذریت (اولاد) میں یکے بعد دیگرے قائم رہے (۵) یہ ائمہ (مثل ائمہ مقرر شدہ بنی اسرائیل) غلطی اور نافرمانی سے مبرا حقیقی معنی میں یھدون بامرنا کے مصداق ہوں اور وہ وارث کتاب ہوں بایں معنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل و تفسیر کا علم اُن سے مخصوص ہو اور وہ لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط و اختصاص رکھتے ہوں (۶) ہر زمانہ میں ائمہ معصومین میں سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد میں ایک نہ ایک باقی رہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جا سکے (۷) اُن میں سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت میں مستور اور اُس پر ایمان لانا ایمان بالغیب کے تحت میں ضروری ہو۔ بیشک جب ہم تلاش کرتے ہیں تو یہ تمام امور سوائے فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کے تعلیمات میں نظر نہیں آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مذکورۂ بالا نظائر و تعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعۂ امامیہ اثنا عشریہ اعتقاد رکھتے ہیں کسی پر منطبق نہیں ہو سکتے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

علی نقی النقوی عفی عنہ (لکھنؤ)

۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ

PRINTED BOOK